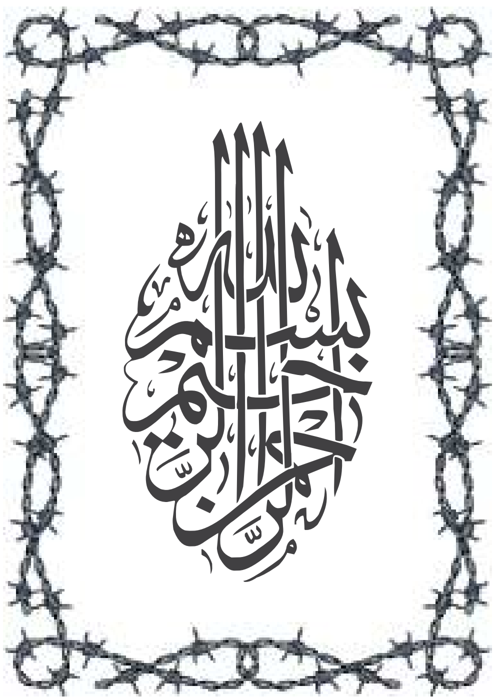
وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيهَا (النساء: ۹۳)

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

تکفیر

اسباب، علامات اور حکم

ابوسعد احسان الحق شہباز


بسم الله الرحمن الرحيم

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ
فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا۔ [سورۃ المائدہ:31]

''جس نے ایک جان کو کسی جان کے (بدلے کے)
بغیر، یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے تمام
انسانوں کو قتل کر دیا۔''

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا (النسآء: ۹۳)

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

تکفیر

اسباب، علامات اور حکم

ابو سعد احسان الحق شہباز

Dar-ul-Andlus

تکفیر

اسباب، علامات اور حکم

ابوسعد احسان الحق شہباز

سرورق .... عبدالرحمٰن خالد

کمپوزنگ .... محمد بن جعفر

تزئین .... محمد شفیق

Dar-ul-Andlus

دارالاندلس

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور +92-42-37230549 | غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور +92-42-37242314 | بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی +92-21-34835502

Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو جن بڑے بڑے فتنوں سے آگاہ کیا، ان سے بچنے کے طریقے بتائے اوران سے دور رہنے کی تلقین کی، ان میں سے فتنۂ تکفیر اور فتنۂ خوارج بھی ہیں۔

ان دونوں فتنوں نے ماضی میں مسلمانوں کو اندرونی طور پر سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اور موجودہ دور میں بھی یہ فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا سبب بن رہے ہیں اور امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ تکفیری سوچ کے حامل ان فتنہ پرور اور فسادی لوگوں نے اسلامی ممالک میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے اور مسلمانوں کی عزتوں ان کے اموال اور جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کا نشانہ مسلمان معاشرے ہیں۔

تکفیریوں اور خارجیوں کی پہچان کروانا اور علامات بیان کرنا اور عام لوگوں کو اس فتنہ سے آگاہ کرنا علمائے حق کی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں فاضل عالم دین الشیخ احسان الحق شہباز صاحب نے ایک جامع، مختصر اور آسان فہم کتابچہ ترتیب دیا ہے۔ قارئین کے استفادے کے لیے دارالاندلس کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے عقائد و اعمال کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محتاجِ دعا

جاوید الحسن صدیقی

مدیر دارالاندلس

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

فہرست

تکفیر
اسباب، علامات اور حکم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تکفیر

اسباب، علامات اور حکم

اس کائنات میں سب سے بڑی، بنیادی اور عظیم چیز کلمۂ لا الہ الا اللہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا:

« يَا رَبِّ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ بِهٖ وَأَدْعُوْكَ بِهٖ، قَالَ : يَا مُوْسٰى قُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ : يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ ، يَقُوْلُ هٰذَا، قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا رَبِّ، إِنَّمَا أُرِيْدُ شَيْئًا تُخُصُّنِي بِهٖ، قَالَ : يَا مُوْسٰى لَوْ كَانَ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ، وَعَامِرُهُنَّ غَيْرِيْ، وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعُ فِيْ كِفَّةٍ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ كِفَّةٍ مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ » [1]

''اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے ساتھ میں تیرا ذکر کروں اور جس کے ساتھ میں تجھ سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کہہ ''لا الٰہ الا اللہ'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تیرے تمام بندے یہ (کلمہ) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کہہ ''لا الٰہ الا اللہ'' تو انھوں نے کہا ''تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں'' اے میرے رب! میں تو کوئی ایسی چیز چاہتا ہوں، جو آپ خاص مجھے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کو آباد کرنے والے (ان میں

---

[1] مستدرك حاكم، ١ / ٥٢٨ ح : ١٩٣٦۔

رہنے والے) میرے علاوہ اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ ایک پلڑے میں ہوتو ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ ان سے وزنی ہو جائے گا۔‘‘

اسی لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت کو دنیا کے سامنے پیش کرنے اور منوانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، کتابیں اتاریں اور شریعتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، احترام اور حق کا پاسدار یہ کلمہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقت اور سب سے بڑا مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس جہاں میں بہترین بناوٹ میں پیدا فرمایا اور بڑی عزت سے نوازا، ﴿ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴾ [التين : ٤] اور ﴿ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ﴾ [بنی اسرائیل : ٧٠] کی وضاحت کے ساتھ اشرف المخلوقات بنایا۔ اس انسان کو اللہ تعالیٰ علم و حق سے آشنا کرنا اور جہالت و گمراہی سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ ﴾ [المائدة : ١٦] یہ اللہ تعالیٰ کی منشا ہے جس کے تحت اسی کلمہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کا اہتمام فرمایا۔

یہ کلمہ اتنا فضیلت والا ہے کہ جو اس کو قبول کر لیتا ہے وہ ساری دنیا کے انسانوں سے افضل ہو جاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴾

[البينة : ٧]

’’بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وہی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔‘‘

اس بہتری، علم اور حقیقت سے انسانوں کو بہرہ مند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو بھیجا اور انھیں دعوت و جہاد کا منہج دیا کہ اس کلمہ کی طرف لوگوں کو دعوت دو، گمراہیوں، ذلتوں سے نکالو، علم و حقیقت سے آشنا کرو۔ کیونکہ یہ فطری و حقیقی علم ہے اس کے سوا باقی سب جہالت اور گمراہی ہے۔ اس لیے کسی کو یہ جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کی کائنات میں گمراہی و جہالت پھیلائے اور اعلیٰ ترین مخلوق کو ذلت و تباہی میں رکھ کر انھیں جہنم کا

ایندھن بنائے پھر جو گمراہی وضلالت پھیلائے گا، اس سے جہاد ہوگا اور قتال ہوگا۔ یہ دعوت و جہاد اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کا منہج ہے۔

البتہ لا الہ الا اللہ کا احترام ہے۔ اس کے شایانِ شان احترام تو یہی ہے کہ انسان اس کا قائل ہونے کے بعد استطاعت کے مطابق اس کے تقاضے پورے کرے اور اپنے ایمان و یقین کو اور اطاعتِ دین کو کمال تک پہنچائے ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ [البقرة : ۲۰۸] کا مصداق بن کر مکمل طور پر اسلام اور فرمانبرداری کا اظہار کرے، تاہم اگر کسی شخص کی اطاعت میں کمی ہو، اس میں کمزوری ہو تو اس کلمہ کے احترام کے پیش نظر اسے دعوت و اصلاح سے سمجھایا تو جائے گا مگر اس سے قتال نہیں ہوگا۔

کلمہ پڑھنے والا جتنا بھی گناہ گار ہو، سستی اور کاہلی کا شکار ہو پھر بھی اس کے کلمہ کا احترام ہوگا۔ سورۂ منافقون میں وضاحت موجود ہے، منافق آتے ہیں اور کہتے ہیں: ﴿نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ﴾ [المنافقون : ۱] ''ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' اللہ نے فرمایا: ہم جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر ہماری شہادت و گواہی یہ ہے کہ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ﴾ [المنافقون : ۱] منافق جھوٹے ہیں۔ ﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ [المنافقون : ۲] یہ جو ایمان اور اسلام قبول کرنے کی یقین دہانیاں کرواتے ہیں، ان یقین دہانیوں کو محض ڈھال اور اپنے آپ کو بچانے کا ہتھیار بنا رکھا ہے، وہ صرف بچاؤ کے لیے کلمہ پڑھتے ہیں۔ بچاؤ کس سے؟ ﴿فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [المجادلة : ۱۶] ''سبیل اللہ'' یعنی اللہ کے منہج قتال سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں کہ کلمہ پڑھ کر وہ مسلمانوں کے قتال سے محفوظ ہو جائیں گے ﴿إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [التوبة : ۹] ان کے کردار بہت برے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والے کو امن مل جاتا ہے اور کلمہ پڑھنے والوں کے لیے خاص حقوق ہیں، جن میں سے کچھ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے، مثلاً:

« إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا » ①

''تمھارے خون اور تمھارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن، یہ مہینا اور یہ شہر حرمت والا ہے۔''

یہ حقوق انھیں حاصل ہو جاتے ہیں۔

کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا احترام بہت سنجیدگی و متانت کا تقاضا کرتا ہے، ایک ذرہ کے برابر ایمان والے بندے کو بھی یہ احترام حاصل ہے۔ ایمان کا ناقص ہونا، کمزور ہونا، تھوڑا ہونا تسلیم ہے۔ اس کی اصلاح، دعوت و تبلیغ اور نصیحت ضروری ہے مگر اس کلمہ کا انکار، اس کی حیثیت کا انکار جائز نہیں ہے۔

مؤطا امام مالک میں ایک روایت ہے۔ عبید اللہ بن عدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور آپ سے سرگوشی کرنے لگا، راوی کہتے ہیں کہ اسے پتا نہ چلا کہ وہ کیا سرگوشی کر رہا ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز بلند ہوئی تو وہ منافقوں میں سے کسی بندے کے قتل کی اجازت مانگ رہا تھا۔ جب اس کی آواز بلند ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیتا؟ تو اس بندے نے کہا کیوں نہیں مگر اس (کلمہ کی) گواہی کچھ حیثیت نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ تو اس نے کہا کیوں نہیں (پڑھتا ہے) مگر اس کی کوئی نماز نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان (کے قتل) سے روک دیا ہے۔ ②

غور کریں ایک صحابیٔ رسول اس قدر جذباتی ہیں کہ نبی ﷺ سے منافق کے قتل کی اجازت مانگ رہے ہیں، کتنی بڑی کمزوری اور حرکت دیکھی ہوگی انھوں نے۔ مگر آپ ﷺ

① مسلم، كتاب القسامة والمحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء : ١٦٧٩۔

② المؤطا، ١٢٦/١، ح : ٤١٣۔

فرما رہے ہیں ہم نے ان کے لا الہ الا اللہ کا احترام کرنا ہے۔ ایسا کئی دفعہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منافقین کی شرارتوں، خباثتوں اور غداریوں سے اتنا دل گرفتہ اور دلبرداشتہ ہوئے کہ ان کے قتل کی اجازتیں مانگنا شروع کردیتے، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کے جذبات کو ٹھنڈا کرتے اور انھیں سمجھاتے کہ وہ لاالٰہ الا اللہ کی بنیاد پر مسلمان ہیں اور اگر ہم نے انھیں قتل کیا تو کافر کہیں گے: «إِنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ» [1]

''کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرنے لگ گیا ہے۔'' میں کفار ومشرکین کو یہ کہنے کا موقع نہیں دوں گا۔

اس حدیث میں غور کریں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی نظر میں یہ مسلمان ہیں۔ ہم اگر ان سے لڑیں گے تو انھیں یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع ملے گا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسلام بدنام ہوگا اور مسلمانوں کو بدنام کیا جائے گا، حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ منافقین کے ساتھ یہ سازشیں بھی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی طرف سے ہیں۔ انھی سے ان کے رابطے اور دوستیاں ہیں، پھر بھی آپ نے ان سے قتال نہیں کیا، بلکہ قتال سے منع کیا ہے کہ اس میں اسلام کی بدنامی اور لا الٰہ الا اللہ کی توہین ہے۔ منافق ہونا، بدعمل ہونا، عقیدے اور عمل کی خرابی ہونا تو مسلمانوں میں عام ہے، اسے وہ محبت و ہمدردی سے سلجھائیں، کافر کسی کو منافق و مومن کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ سب کو کلمہ کی بنیاد پر مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس میں منافقین کو بھی احساس دلایا گیا ہے کہ تم جتنے چاہے کفر کے ایجنٹ بن جاؤ، اسلام سے غداریاں کرکے بکاؤ مال بن کے سازشیں کرلو، پھر بھی تمھیں مسلمان سمجھ کر نفرت و دشمنی والے کھاتے میں ہی رکھیں گے، مگر آخرت میں تمھارا انجام بہت برا ہے۔ گویا یہاں تمام مسلمانوں کو یہ عقیدہ و منہج سمجھا دیا گیا کہ کوئی مسلمان گنہگار ہوسکتا ہے، اس

---

[1] بخاري، كتاب التفسير، باب قوله ﴿سواء عليهم استغفرت لهم﴾: ٤٩٠٥۔

میں عقیدے اور عمل کی خرابی بھی ہوسکتی ہے، اس سے شرک والے کام کا بھی ارتکاب ہوسکتا ہے، جیسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن سے واپسی پر لاعلمی میں آپ ﷺ کو سجدہ کر دیا تھا[1] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت نے آپ ﷺ کے سامنے باپ کی قسم کھائی تھی۔[2] مگر ان سب کے باوجود اسے لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی اصلاح کی جائے گی، ہمدردی سے سمجھایا جائے گا اس کی لاعلمی، جہالت دور کر کے کتاب و سنت سے روشناس کروایا جائے گا۔

عبد اللہ بن اُبی اور اس کے چار پانچ سو ساتھی جو منافقین تھے، ان کے عقیدے اور عمل کی خرابیاں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت تک کوئی بھی منافق اس طرح کے گندے کردار والا نہیں بن سکتا جس طرح کے گندے کردار والا عبد اللہ بن ابی تھا مگر اس سب کے باوجود قرآن نے انھیں مسلمان کہا اور نبی اکرم ﷺ نے ان سے قتال نہ کر کے مسلمانوں والا سلوک کیا ہے۔

دوسری طرف اس کلمہ کے دشمن کفار ہیں جو اس دنیا میں سب سے بدترین لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

[الأنفال : ٥٥]

''بے شک سب جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا، سو وہ ایمان نہیں لاتے۔''

کیونکہ کفار اس کلمہ کے منکر ہیں۔ جو اس کائنات کی سب سے بڑی سچائی اور حقیقت ہے اور اس کے نتیجے میں یہ اپنے خالق، مالک اور رازق کے منکر و گستاخ اور اللہ تعالیٰ کی حیثیت و مقام کے منکر ہیں، جس کی زمین پر رہتے ہیں، جس کا رزق کھاتے ہیں، جس کی عطا کی

---

[1] ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حق الزوج على المرأة : ١٨٥٣۔

[2] شرح مشكل الآثار، ٢/٢٩٦، ح : ٨٢٥۔

ہوئی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں، اسی کے منکر و نافرمان ہیں۔ کفر بذاتِ خود بہت بڑا جرم ہے، اس کے ساتھ اللہ کے بندوں کو غلام بنانا، انھیں بھی سچائی اور حق سے دور گمراہیوں اور جہالتوں میں رکھنا جرم در جرم ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اور انسانیت کے بھی دشمن ہیں۔ اپنی اس جہالت کے نتیجے میں خود بھی جہنم کا ایندھن بننے والے احمق و عاقبت نااندیش۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس کلمہ کو اور اس کے تقاضوں کو اپنی آزادیوں کے خلاف سمجھتے ہیں، اپنے اوپر جبر سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوئے اس کلمے کو دنیا سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی اندھیر سا اندھیر ہے کہ دنیا میں، دنیا کے رب کی عزت نہ ہو بلکہ ان کافروں کے کفر و شرک کی حکومت ہو۔

یہ کافر جب اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور اسلام کو دنیا سے مٹانے اور اہل اسلام کو ختم کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں تو ان کی ایک سب سے بڑی سازش و تدبیر مسلمانوں میں سے کچھ افراد کو بہکانا اور ان کی ذہن سازی کرنا ہے کہ وہ کلمہ پڑھنے والوں کے کلمے کی کچھ حیثیت نہ سمجھیں اور انھیں کافر سمجھ کر ان سے جنگ و جدال شروع کر دیں۔ مسلمانوں کے دل سے کلمہ لا الٰہ اللہ کی عظمت کو ختم کرنا اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے لڑا دینا، یہ ان کی سازش ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے فرامین میں اس سازش کے حوالہ سے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ اس کتاب میں ہم ان کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور ایسے لوگوں کی نشانیاں بھی سامنے لائیں گے، تاکہ مسلمانوں کو اپنے نبی ﷺ کی یہ احادیث جاننے کے بعد تنبیہ ہو اور وہ اپنی اصلاح کر لیں۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

« بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ،

وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ ، قَالُوْا يُعْطِيْ صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا. قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ . فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاتِيءُ الْجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقٌ، فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ ! فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ، أَيَأْمَنُنِي اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُوْنِي. فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ : أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ: فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هَذَا : أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا: قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ))[1]

”علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یمن سے تھوڑا سا سونا بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل نجد کے چار سرداروں اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، زید الطائی اور علقمہ بن علاثہ عامری کے درمیان تقسیم کر دیا، تو قریش (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان تھا، جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں گئے تھے) اور انصار (جنھوں نے ان کی مدد کی تھی) کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگے : آپ اہل نجد کے سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے انھیں دیتا ہوں۔ ایک شخص کھڑا ہوا، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ)) ”اس کی آنکھیں گہری تھیں۔“ ((نَاتِيءُ الْجَبِيْنِ)) ”پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی۔“ ((مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ)) ”رخسار ابھرے ہوئے تھے۔“ ((كَثُّ اللِّحْيَةِ)) ”داڑھی بڑی گھنی تھی۔“ ((مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ))

---

[1] بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قوله تعالىٰ : ﴿ و إلىٰ عادٍ أخاهم هودا ﴾ : ٣٣٤٤۔ مسلم،الزكاة، باب ذكر الخوارج : ١٠٦٤۔

’’سر منڈا ہوا تھا۔‘‘ بعض روایتوں میں ہے: ((مُشَمِّرُ الْإِزَارِ)) ’’چادر اس نے خوب اٹھائی ہوئی تھی۔‘‘ یعنی نیکی کی جتنی ظاہری علامتیں ہیں وہ سب کی سب اس میں موجود تھیں۔ اس نے اٹھ کر کہا: ((اِعْدِلْ یَا مُحَمَّدُ !)) ’’اے محمد! انصاف کیجیے‘‘ (دیکھو! اللہ کے رسول ﷺ سے کہہ رہا ہے انصاف کیجیے) اور بعض روایات میں یہ لفظ ہیں کہ اس نے کہا: ((وَاللّٰہِ ! مَا عَدَلْتَ یَا مُحَمَّدُ !)) ’’اے محمد، اللہ کی قسم! آپ نے انصاف نہیں کیا۔‘‘ نبی ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا: ((وَیْلَكَ)) ’’افسوس ہو تجھ پر، وہ اللہ جو آسمانوں میں ہے وہ مجھے امین سمجھتا ہے اور تم مجھے خائن سمجھتے ہو۔‘‘ صحیح مسلم میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہنے لگے: ((دَعْنِيْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَضْرِبُ عُنُقَ ھَذَا الْمُنَافِقِ)) ’’مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اتارتا ہوں۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ((دَعْهُ)) ’’رہنے دو۔‘‘ پھر جب وہ جانے لگا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ((دَعْنِيْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَضْرِبُ عُنُقَهٗ)) ’’یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن اتارتا ہوں۔‘‘ فرمایا: ((دَعْهُ)) ’’رہنے دو۔‘‘ اور ساتھ ہی فرمایا: ((دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا)) ’’اس کو چھوڑ دو اس کے کچھ ساتھی ہوں گے، تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے، اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔ وہ قرآن بہت پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے نہیں اترے گا اور ان کی ایک علامت بیان فرمائی: ((یَقْتُلُوْنَ أَھْلَ الإِسْلَامِ وَ یَدَعُوْنَ أَھْلَ الْأَوْثَانِ)) ’’مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔‘‘ اور آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَئِنْ أَدْرَکْتُھُمْ لَأَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ)) ’’اگر میں ان کو پاؤں تو ضرور میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو تباہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ﴾ ’’کیا بھلا قوم عاد کے کافروں میں سے کوئی ایک بھی متنفس تمھیں نظر آتا ہے؟‘‘

یہ حدیث بھی لا الٰہ الا اللہ کی عظمت کو واضح کر رہی ہے، کہ عبد اللہ نام کا ذوالخویصرہ

تمیمی نبی اکرم ﷺ پر تنقید کر رہا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے قتل کی اجازت طلب کرتے ہیں مگر آپ نے قتل کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس قسم کے لوگوں کے بارے میں تنبیہ فرمائی ان کی نشانیاں بتائیں پھر ان کے ظالمانہ کردار سامنے آنے پر ان کے ساتھ برتاؤ، اور سلوک کا حکم بھی بیان فرمایا، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

خوارج (تکفیریوں) کی علامات:

① «يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ» [1]

تکفیریوں کے پیدا ہونے کا وقت نبی اکرم ﷺ نے امت کے تفرقہ بازی میں مبتلا ہونے کا زمانہ بتایا ہے، جب فرقہ واریت ہوتی ہے اور ہر فرقہ تعصب میں مبتلا ہوکر اپنے آپ کو سچا اور دوسرے کو جھوٹا کہے، اپنے فرقے اور بڑوں کی حمایت میں حق کو چھوڑ کر ضد اور ہٹ دھرمی سے باطل کو حق بنانے اور حق کو باطل قرار دینے کی کوشش میں ہو، تو یہ وقت تکفیریوں کی پنیری کا وقت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے فرقہ بازی میں ہر فرقہ تو سچا نہیں ہوتا۔ لازماً ایک کی بات غلط اور ایک کی صحیح ہو گی۔ دونوں گروہ یا زیادہ گروہ جو اپنی اپنی باتیں کہتے ہیں وہ سب کی سب تو صحیح نہیں ہوسکتیں۔ ایک سچ بولتا ہوگا دوسرا جھوٹ، ایک اللہ اور اس کے رسول کی بات کرتا ہوگا تو دوسرے بہتان و الزام لگاتے ہوں گے۔ اس فرقہ واریت کے ماحول میں یہ تکفیری فکر پروان چڑھتی ہے اور اسی ماحول سے اسلام دشمن قوتیں ضدی اور متعصب قسم کے لوگوں کو ان کی نفسیات کے مطابق شکار کرتے ہیں اور ان کی ذہن سازی کرنے کے لیے انھیں پھانستے ہیں، خصوصاً جب فرقہ واریت میں تشدد آتا ہے تو کفار کو مطلب کے بندے ملنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے پر سب کو ہیچ کر رکھا ہے تاکہ دلوں میں ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کا احترام غالب رہے اور عصبیت پیدا ہی نہ ہو۔

---

[1] بخاري، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين و قتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف...... : ٦٩٣٣۔

② «مِنْ أَهْلِ الْمَشْرِقِ »[1]

دوسری علامت نبی اکرم ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ ''مشرق کی طرف ہوں گے۔'' صحیح مسلم میں لفظ ہیں : « يَتِيهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ »[2] ''مشرقی جانب ایک قوم صحیح منہج اور راہ صواب سے بھٹک جائے گی۔'' یاد رہے نبی اکرم ﷺ نے عموماً فتنوں کا مرکز مشرق کو قرار دیا ہے۔

③ «أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ »[3]

تیسری نشانی آپ ﷺ نے بیان فرمائی کہ ''وہ نوعمر ہوں گے۔'' نوعمر زیادہ تر جذباتی اور جوشیلے ہوتے ہیں۔ جذباتی اور جوشیلا شخص جب جذبات سے مغلوب ہوتو اس سے بہت کام لیا جاسکتا ہے، خصوصاً فرقہ وارانہ تعصب میں جذباتی اور نوعمر شخص بہت خطرناک حد تک چلے جاتے ہیں۔

④ « سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ »[4]

نبی اکرم ﷺ نے چوتھی نشانی یہ بتائی کہ ''وہ عقلوں کے بے وقوف ہوں گے۔'' یہ بڑا بلیغ جملہ ہے اور گہرا معنی رکھتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ لوگ کم عقل ہوں گے بلکہ فرمایا ان کی عقلیں ہی بے وقوف ہوں گی۔ جذباتی رو میں اور تعصب و ہٹ دھرمی میں اسلام کے بنیادی اصول بھی نہیں سمجھ سکیں گے۔ دشمنوں کے زیر اثر اس طرح کی سوچ اختیار کرلیں گے کہ یہود و نصاریٰ اور بت پرست مشرکوں کو کچھ نہیں کہیں گے اور کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کو قتل کریں گے، معصوم و بے گناہ مسلمانوں کا نہایت سفاکانہ طریقے سے نقصان کریں گے اور اسلام و اہل اسلام کی بجائے کفار کی خوشی کا سامان

---

[1] بخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الفتنة من قبل المشرق۔
[2] مسلم، كتاب الزكوٰة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة : ١٠٦٨۔
[3] مسلم، كتاب الزكوٰة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة : ١٠٦٦۔
[4] مسلم، كتاب الزكوٰة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة : ١٠٦٦۔

کریں گے۔ ان کی تاویلیں عقلاً ونقلاً محال ہوں گی منہج سلف کی مخالفت اور حدیث وسنت سے راہنمائی نہ لینا ان کی عادت ہوگی۔

⑤ « يَتَعَمَّقُوْنَ فِي الدِّيْنِ »[1]

''وہ دین کی بہت گہرائی میں جانے والے ہوں۔''

اپنے آپ کو ہی اللہ کا مخلص بندہ سمجھتے ہوں گے، اپنے آپ کو ہی مسلمان سمجھتے ہوں گے اور عبادات میں کمال کے انتہا پسند ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی نمازوں کو، روزے رکھنے کو، تلاوت کرنے کو اور ایمان کا دعویٰ کرنے کو اس انداز سے ذکر فرمایا کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں، اپنی تلاوتوں کو ان کی تلاوتوں کے مقابلہ میں اور اپنے ایمانی حالت کو ان کے زبانی، ایمانی دعوے کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔ وہ گھنی داڑھیاں رکھیں گے اور ان کی چادریں وغیرہ ٹخنوں سے اوپر ہوں گی، بظاہر دین کے معاملہ میں بہت سخت ہوں گے۔

⑥ « يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ »[2]

چھٹی نشانی آپ نے یہ بیان فرمائی کہ ''تمام لوگوں سے اچھی گفتگو کریں گے۔'' بڑی اچھی اور خوبصورت بات کریں گے اسلام کے غلبہ کی، دین کی سربلندی کی، معصیت کو ختم کرنے کی باتیں کریں گے، کہ ہم کسی شرک کو برداشت نہیں کرتے، کفر کو برداشت نہیں کرتے، معمولی معمولی گناہوں سے بھی نفرتوں کی باتیں کرنے والے ہوں گے۔ طبرانی اوسط میں الفاظ اس طرح ہیں کہ: « يَقُوْلُوْنَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ قَوْلًا »[3] ''تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور بہترین باتیں کریں گے۔''

اس طرح لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے

---

① مسند أحمد، ٢/٢١٩، ح: ٧٠٥٦۔

② بخاري، كتاب استتابة المرتدين، باب قتل الخوارج...... : ٦٩٣٠۔

③ المعجم الأوسط، ٦/١٨٦، ح: ٦١٤٢۔

ہیں کہ حق کی آواز بلند کرنے کا دعویٰ کریں گے، گویا باقی سب بزدل و غلط ہیں اور ہم ہی حق کی بات کرنے والے ہیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

⑦ ((لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ))[1]

''(ان کی یہ ساری عبادات اور سارے دعوے) گلے سے اوپر اوپر ہوں گے۔'' ان کے دلوں میں نہ اللہ کا ڈر، نہ رسول کا حیا اور نہ اسلام و اہل اسلام سے محبت ہوگی۔ ان کا لمبی لمبی نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، تمام لوگوں سے بہترین بات کرنا، اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا، یہ سب دل سے نہیں ہوگا، دل ایمان کی لذت سے خالی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت نماز اور روزے کا احترام ان کے دل میں بالکل نہیں ہوگا۔

⑧ ((يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))[2]

''دین سے اس طرح نکلیں گے جس طرح تیر اس جانور سے باہر نکل جاتا ہے جسے اس کے ساتھ شکار کرنے کے لیے مارا جاتا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا تیر اس جانور کو مارا جاتا ہے تو وہ تیر اس جانور کے خون اور معدے کے گوبر سے گزر کر جاتا ہے پھر بھی اس تیر کے پر کو دیکھا جاتا ہے تو اس پر کوئی خون کا نشان نہیں ہوتا، پھر اس کے بھالے کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی نشان نہیں، پھر اس کے اس جوڑ کو دیکھا جاتا ہے جہاں تیر میں بھالا جوڑا جاتا ہے، اس جگہ بھی کوئی نشان نہیں ہوتا، پھر اس کے لمبے حصے کو دیکھا جاتا ہے، پورے تیر پر بھی کوئی نشان نہیں ہوتا، حتیٰ کہ وہ رسی جس کے ساتھ بھالا باندھا جاتا ہے اس پر بھی کوئی نشان نہیں ہوتا اسی طرح ان لوگوں میں، ان کے دلوں میں ایمان کا کوئی نشان نہیں۔ مسلمانوں کے لیے جتنا غصہ، نفرت اور عداوت یہودیوں، صلیبیوں اور مشرکوں کے دلوں میں ہوتی ہے وہ ساری ان دشمنانِ اسلام نے ان کے دلوں میں ڈال دی ہوتی ہے، مسلمانوں کی غیبتیں، چغلیاں، ان کے حکمرانوں پر الزامات و بہتان تراشیاں، بدگمانیاں یہ چیزیں ان

[1] بخاري، كتاب استتابة المرتدين، باب قتل الخوارج...... : ٦٩٣٠۔

[2] بخاري، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب ...... : ٤٣٥١۔

کے دلوں کی زینت ہوں گی۔

⑨ « يَطْعَنُوْنَ عَلٰى أُمَرَائِهِمْ وَيَشْهَدُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالضَّلَالَةِ »[1]

نبی اکرم ﷺ نے ایک نشانی یہ بتائی کہ ''وہ اپنے امراء وحکمرانوں پر طعنہ زنی کریں گے اور ان کے گمراہ ہونے کے فتوے دیں گے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ﴾

[النسآء : ٥٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔''

حکمرانوں کے احکامات اور پالیسیاں جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے منافی نہ ہوں وہ ماننے کا حکم ہے، تاکہ مسلم معاشرے میں لوگ امن اور سکون سے زندگی گزار سکیں۔ البتہ جہاں حکمران اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کوئی بات کہیں وہاں ان کی اصلاح کرنے اور انھیں حق کی دعوت دینے کا حکم ہے۔ ہمدردی کے ساتھ نصیحت کرنی چاہیے کیونکہ اسلام کی بنیاد ہی ہمدردی پر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقِ کار بھی یہی تھا کہ وہ اچھے طریقہ سے دعوت دیتے اور حق بات بیان کرتے تھے، مگر مخالفت برائے مخالف نہیں کرتے تھے، ہمدردی اور خیر خواہی کا دامن نہیں چھوڑتے تھے۔

سنن ابوداود میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دورانِ حج منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھی ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار ہی پڑھیں ان سے کہا گیا: « عِبْتَ عَلٰى عُثْمَانَ ثُمَّ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا » ''آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تنقید کی پھر چار رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔'' تو

[1] مجمع الزوائد، ٦/ ٢٤٣، ح: ١٠٤٠٧۔

انھوں نے فرمایا: « اَلْخِلَافُ شَرٌّ »[1] ''اختلاف بہت برا ہے۔'' گویا حق بات کرو، نصیحت کرو، مگر مخالفت برائے مخالف ٹھیک نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ پر حکمرانوں کی اطاعت نہ کرو، لیکن جب تک وہ مسلمان ہیں ان کی حیثیت و مرتبہ کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔ مگر تکفیری لوگوں کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمدردی و نصیحت کا پہلو ترک کر دیتے ہیں اور علانیہ حکمرانوں پر تنقید، طعنہ زنی اور ان کی گمراہی کے فتوے جاری کرنے والے ہوتے ہیں۔ غیبت، چغلی، بدنام کرنا، الزام لگانا، مسلم معاشرے کی معاشرتی زندگی کو خراب کرنا اور عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کے بھی اسلام کا انکار کر کے ان پر گمراہی کے فتوے لگانا، اسی بات کو اپنا کارنامہ حق گوئی سمجھتے ہیں۔ ہمدردی و خیر خواہی ان کی سرشت سے ختم ہو جاتی ہے۔

١٠ « يَدْعُوْنَ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَ لَيْسُوْا مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ »[2]

''وہ لوگوں کو (بزعم خویش) کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں گے، حالانکہ کتاب اللہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔''

یعنی اپنی کم عقلی و بے وقوفی کی وجہ سے، علمی رسوخ نہ ہونے اور جذباتی ہونے کی وجہ سے اُن باتوں کو قرآن کا مقصود سمجھ بیٹھیں گے جو قرآن سے ثابت ہی نہیں اور جن کا قرآن میں وجود ہی نہیں غلط مطالب، مرضی کے مفہوم، باطل معانی، تاویلیں کرنا اور پھر اپنے فہم ہی کو حرف آخر سمجھنا، ایسے کردار کے حامل ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« إِنَّهُمْ إِنْطَلَقُوْا إِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ »[3]

''انھوں نے وہ آیات واحکام جو کفار کے بارے نازل ہوئے انھیں اہل ایمان پر چسپاں کر دیا ہے۔''

---

[1] أبو داؤد، كتاب المناسك، باب الصلاة بمنى: ١٩٦٠۔

[2] أبو داؤد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج: ٤٧٦٥۔

[3] بخاري، كتاب استتابة المرتدين...... باب قتل الخوارج والمعاندين...... (قبل الحديث: ٦٩٣٠۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: « يُؤْمِنُوْنَ بِمُحْكَمِهِ وَ يَهْلِكُوْنَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهِ »[1] ''محکم آیات پر ٹھیک ایمان ہوگا اور متشابہات کے معاملہ میں ہلاک ہو جائیں گے۔'' یعنی وہاں مرضی کے مطالب نکال کر لوگوں سے کہیں گے یہ حکم ہے اسے قبول کرو، حالانکہ وہ اس معاملہ میں حق پر نہیں ہوں گے، منہج سلف اور فہم سلف سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

⑪ « يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَ يُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ »[2]

''باتیں بہت اچھی کریں گے اور کام بہت برے ہوں گے۔''

ایمان و اسلام کے بہت بلند دعوے کریں گے، اچھی اچھی باتیں کریں گے مگر عمل وکردار میں بدترین ہوں گے۔ مسلمان عوام اور حکمرانوں کی غیبتیں، چغلیاں، بدگمانیاں، کفر وشرک کے فتوے، مسلمانوں کا قتل، قرآن کے من مرضی کے معانی، یہود وہنود اور صلیبیوں سے لڑنے کی بجائے مسلمانوں سے لڑائی کرنا، یہ ان کے گندے اور گھناؤنے کردار ہوں گے، مسلمان کی جان، مال اور عزت پر حملے کرنے والے ہوں گے۔ اصلاح ذات البین کی بجائے فساد ذات البین کے علمبردار ہوں گے۔ ان کے کردار سے ابلیس، یہودی، صلیبی اور ہندو خوش جبکہ مسلمان پریشان ہوں گے، اس طرح کا برا کردار ہوگا۔

⑫ « قَطَعُوْا السَّبِيْلَ »[3]

''انھوں (خارجیوں) نے لوٹ مار کی۔''

عہد صحابہ کے خوارج ہوں یا آج کے دور کے ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ ڈاکے ڈالیں گے، راستے ویران کریں گے، اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل اور وسائل کے حصول کے لیے لوٹ مار کریں گے۔ چونکہ وہ دوسروں کو کافر سمجھتے ہوں گے اس لیے ان کے مال

---

[1] ذم الكلام وأهله للهروي : ٢/ ١٠٩۔

[2] أبو داؤد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥۔

[3] مستدرك حاكم، ٢/ ١٦٥، ح : ٢٦٥٧۔

لوٹنا بھی جائز سمجھیں گے۔ مسلمان ان کی زبانوں سے بھی محفوظ نہیں رہیں گے اور ان کے ہاتھوں سے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔

⑬ « إِسْتَحِلُّوْا أَهْلَ الذِّمَّةِ »[1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ذمی بھی ان کے شر سے محفوظ نہیں رہیں گے، ان کی جان و مال اور عزت کو بھی وہ حلال سمجھیں گے۔ مسلمان بھی ان سے محفوظ نہیں اور مسلم معاشرے میں رہنے والے غیر مسلم، ذمی بھی محفوظ نہیں ہوں گے، حالانکہ ذمیوں، کو اللہ اور اس کے رسول نے تحفظ دیا ہے۔ باوجودیکہ وہ غیر مسلم ہیں مگر چونکہ انھوں نے اسلام کی بالادستی کو تسلیم کیا ہے، اسلام اور اہل اسلام کا احترام کرتے ہیں، لہٰذا وہ مسلمان معاشروں میں امن سے رہیں، مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے عطا کردہ حقوق کی پاسداری کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ »[2]

”خبردار! جس نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کی تنقیص کی (یعنی اس کے حق میں کمی کی) یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلّف کیا یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔“

مگر تکفیری سوچ رکھنے والے ان احکامات کے برخلاف ذمیوں کے قتل اور ان کے اموال کو بھی حلال سمجھتے ہیں۔ غور کریں اسلام، غیر مسلم (ذمیوں) کو تحفظ دیتا ہے تو مسلمان گناہ گار کو کس طرح قتل کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے؟ مگر تکفیریوں کا مذہب الگ ہی ہوتا ہے، وہ قرآن وحدیث پر چلنے والے نہیں ہوتے۔ ان کا اسلام، ایمان، قرآن سب گلے

---

[1] مستدرك حاكم، ٢/١٥٣، ح: ٢٦٥٧۔

[2] أبو داؤد، كتاب الخوارج......، باب في تعشير أهل الذمة...... : ٣٠٢٥۔

سے اوپر اوپر ہوتا ہے۔

⑭ « سَفَكُوْا الدِّمَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ اللّٰهِ »[1]

''انھوں نے خون بہایا اللہ کے حق کے بغیر''

ایسے خون بہائیں گے جن کا بہانا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والوں کا قتل حرام کیا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے حرام قرار دیا ہے مگر تکفیری ان کا خون کریں گے، انھیں قتل کریں گے۔ بڑی ڈھٹائی اور سفاکیت کے ساتھ مسلمانوں کا خون بہائیں گے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ ہیں: « يَسْفِكُوْنَ الدِّمَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ مِنَ اللّٰهِ » ''وہ خون بہائیں گے بغیر اللہ کی طرف سے کسی حق کے۔''

یعنی نہ اللہ کی طرف سے اجازت نہ حکم، محض اپنے آپ ان پر فتویٰ لگائیں گے، انھیں مجرم قرار دیں گے اور ان کے قتل کے فیصلے کر کے قتل کریں گے ایسے بے لگام ہوں گے۔

⑮ « يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَ يَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ »[2]

اور نبی اکرم ﷺ نے پندرھویں نشانی یہ بیان فرمائی کہ ''اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑے رکھیں گے۔''

اللہ اکبر! دیکھیے نبی اکرم ﷺ نے کتنی واضح علامات بیان فرما دی ہیں، مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں، مشرکوں کو چھوڑ دیں گے۔ آج کے بت پرست ہندو بنیے جو تین کروڑ سے بھی زائد معبود رکھتے ہیں، جو دنیا کے بدترین مشرک ہیں، ان کے ساتھ استادی شاگردی کے تعلقات، ان سے تربیتیں لینا، وسائل لینا، ان کے مقاصد پورے کرنا ان کا معمول ہے۔ جبکہ اہل اسلام، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) پڑھنے والوں کو قتل کرنا ان کا مشن ہے۔ جن سے محبت و ہمدردی ہونی چاہیے ان سے دشمنی اور جن سے دشمنی ہونی چاہیے ان سے دوستی کرنا یہ ایسی حالت ہے کہ جب انسان کے سوچنے و سمجھنے کی صلاحیت بالکل

---

[1] حاكم، ٢/١٥٣، ح: ٢٦٥٧۔

[2] بخاري، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ ﴿ و إلى عاد أخاهم هودا ﴾ : ٣٣٤٤۔

ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے پیچھے اسلام دشمنوں کی کتنی محنت، تربیت اور مشقت ہے۔ کس طرح غیر مسلموں نے ان کی ذہن سازی کر کے انھیں قرآن وحدیث سے اندھا کیا، عقائد کو بگاڑا اور ان بدبختوں نے اپنے جذباتی فرقہ واریت کے زیر اثر کس طرح اپنے عقیدے اور منہج کا بیڑا غرق کر لیا اور دشمنان اسلام کے اشاروں پر امت مسلمہ سے عداوت و دشمنی میں اس حد تک اندھے ہو گئے کہ معصوم و بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

عہد صحابہ کے تکفیری:

اگر آپ آج کے تکفیریوں کے سفاکانہ وظالمانہ خون ریزی پر تعجب کرتے ہیں تو ذرا عہد صحابہ کے تکفیریوں کو دیکھو! انھیں عبداللہ بن سبا یہودی نے تیار کیا تھا۔ یہودیوں کے ہاتھوں تیار ہونے والے دورِ صحابہ کے تکفیریوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (معاذ اللہ) کافر کہا۔ حالانکہ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی اور ان کے ایمان کو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے معیاری قرار دیا، خوارج نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی کفر کے فتوے لگائے اور صرف کفر کے فتوے ہی نہیں لگائے بلکہ ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور ان کی لونڈی جو حاملہ تھیں، انھیں اس طرح بے رحمی سے شہید کیا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا۔ یہ ہیں تکفیریوں کی نفسیات۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے جتنی نفرت ودشمنی یہودیوں، صلیبیوں اور مشرکوں کے دلوں میں ہوتی ہے وہ ساری کی ساری ان تکفیریوں کے دلوں میں ڈال کر انھیں امت کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

((هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ))[1]

''وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہوں گے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو یہود وہنود اور صلیبیوں سے تربیت لے کر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور قتل کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ آپ نے خود ہی بتایا کہ ان کی نمازیں ایسی ہوں گی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے، تم اپنے روزوں کو

[1] مسلم، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج: ۱۰۶۷۔

ان کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھو گے، اپنی تلاوتوں کو ان کی تلاوتوں کے سامنے حقیر سمجھو گے، ان کے زبانی کلامی ایمان واسلام کے دعویٰ اور باتوں کے سامنے اپنے ایمان حقیر محسوس کرو گے، اس سب کے باوجود فرمایا ان کی سب عبادات حلق سے اوپر اوپر ہوں گی اور وہ ساری مخلوق سے بدترین لوگ ہوں گے۔ صحیح مسلم میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ ((مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ))[1] ''اللہ کی ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ مبغوض ہیں اللہ کے نزدیک۔'' یعنی اللہ ان سے بغض رکھتے ہیں نفرت کرتے ہیں۔

غور کرو ان کے دعوے یہ ہیں کہ دنیا میں باقی سب کافر، مشرک ہیں اور قابل گردن زدنی ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ ساری مخلوق سے بدترین ہیں۔ گویا جو فیصلہ اللہ تعالیٰ نے سرکش اسلام دشمن یہودیوں، صلیبیوں اور مشرکوں کے بارے میں قرآن میں فرمایا کہ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [الأنفال : ٥٥] ''بے شک سب جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ [البينة : ٦]

''بے شک وہ لوگ جنھوں نے اہل کتاب اور مشرکین میں سے کفر کیا، جہنم کی آگ میں ہوں گے، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی لوگ مخلوق میں سب سے برے ہیں۔''

وہی فیصلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تکفیریوں کے بارے بیان فرما رہے ہیں کہ ((هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ)) ''یہ ساری مخلوق سے بدترین ہیں۔'' اور ((أَبْغَضُ خَلْقِ اللّٰهِ)) ''ساری مخلوق سے زیادہ قابل نفرت ہیں۔'' مخلوق میں کتے اور خنزیر بھی ہیں، سانپ اور بچھو

[1] مسلم، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج : ١٠٦٦۔

بھی ہیں یہ تکفیری ان سے بھی بدترین ہیں۔

((كِلَابُ النَّارِ))[1] ''آگ کے کتے (جہنم کے کتے) ہیں۔''

حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ دونوں صحابہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ((كِلَابُ النَّارِ))[2] ''جہنم کے کتے'' قرار دیا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دس بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ انھیں آگ کے کتے قرار دیتے تھے۔

((لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجُ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ))[3]

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا آپ نے لمبی بات بیان فرمائی اس میں یہ ذکر بھی کیا کہ ''آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی اور یہ بھی انھیں میں سے ہے جو قرآن پڑھیں گے ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے شکار کیے ہوئے جانور سے تیر نکل جاتا ہے۔ ان کی ایک علامت ''تحلیق'' سر منڈوانا بھی ہے اور یہ مسلسل نکلتے رہیں گے۔''

''حتیٰ کہ ان کے آخری لوگ مسیح دجال کے ساتھ نکلیں گے۔ جب تم انھیں پاؤ تو انھیں قتل کر دو، یہ ساری مخلوق سے بدترین لوگ ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَيَخْرُجُ أُنَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهَا قَرْنٌ قُطِعَ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهَا قَرْنٌ قُطِعَ، حَتّٰى عَدَّدَهَا زِيَادَةً عَلٰى عَشْرِ مَرَّاتٍ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهَا قَرْنٌ قُطِعَ، حَتّٰى

---

[1] ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب و من سورة آل عمران : ٣٠٠٠۔

[2] ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب و من سورة آل عمران : ٣٠٠٠۔

[3] نسائي كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ...... : ٤١٠٨۔

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي بَقِيَّتِهِمْ »[1]

''مشرق کی طرف سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، جب بھی ان کا کوئی گروہ نکلے گا تو کاٹ دیا جائے گا، جب بھی ان کا کوئی گروہ نکلے گا کاٹ دیا جائے گا۔ آپ نے دس سے زیادہ مرتبہ یہ بات فرمائی کہ جب بھی ان کا کوئی گروہ نکلے گا کاٹ دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ ان کے باقی ماندہ لوگوں میں دجال نکلے گا۔''

مسند احمد میں بیس دفعہ کا ذکر ہے۔ سنن ابن ماجہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوع حدیث میں بیس سے زیادہ کا ذکر ہے۔

نعیم بن حماد نے اپنی کتاب ''کتاب الفتن'' میں بیان کیا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَكُوْنُ أَرْبَعُ فِتَنٍ أَلْأُوْلٰى يَسْتَحِلُّ فِيْهَا الدَّمُ، وَالْمَالُ، وَالْفَرَجُ، وَالرَّابِعَةُ الدَّجَّالُ »[2]

''میری امت میں چار (بڑے) فتنے ہوں گے، پہلے میں خون بہانا حلال سمجھا جائے گا، دوسرے میں خون بہانا اور مال لوٹنا، تیسرے میں خون بہانا، مال لوٹنا اور عزتیں لوٹنا بھی حلال سمجھ لیا جائے گا، اور چوتھا فتنہ دجال کا ہوگا۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق چوتھا دجال کے پاس لے جائے گا۔ تکفیری چونکہ یہود و ہنود کے تربیت یافتہ ہوتے ہیں تو جب یہود و ہنود دجال کے ساتھ مل جائیں گے تو ان کے زیر اثر یہ تکفیری، قرآن پڑھنے والے اور بڑے ایمان واسلام کے دعوے کرنے والے بھی دجال کے ساتھی بن جائیں گے اور یہود وہنود کی سازشوں سے ایسے لوگ معرض وجود میں آتے رہیں گے اور قتل ہوتے رہیں گے۔

---

[1] جامع معمر بن راشد : ٤ / ٤٩۔

[2] الفتن لنعیم بن حماد : ١ / ٥٤۔

خوارج کا حکم:

ان کی سزا انھیں قتل کرنا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا عَظِيْمًا عِنْدَ اللّٰهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ)) [1]

''بے شک ان کو قتل کرنے میں اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے ان کے لیے جو انھیں قتل کریں گے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگر یہ خطرہ نہ ہو کہ تم فخر میں مبتلا ہو جاؤ گے تو میں تمھیں بتا تا کہ ایسے لوگوں کو قتل کرنے والوں کے لیے اللہ نے اپنے رسول کی زبانی کیا اجر بتایا ہے۔

((أَيْنَمَا ثَقِفْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ)) [2]

''جہاں تم ایسے لوگوں کو پاؤ تم انھیں قتل کرو۔'' انھیں قتل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ملے گا۔ امتِ مسلمہ سے فتنہ تکفیر ختم کرنا اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی حرمت کی پاسداری کرنا واقعتاً بہت بڑا عمل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو قتل کرنے والے اللہ کے زیادہ قریب ہوں گے۔''

((لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ)) [3]

''اگر میرے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے تو میں انھیں ثمود کی طرح قتل کروں گا۔''

آپ نے قوم عاد اور قوم ثمود کا تذکرہ کر کے فرمایا: ''میں انھیں عادیوں و ثمودیوں کی تباہی اور بربادی کی طرح تباہ و برباد کردوں گا۔'' مزید فرمایا: ((طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ)) [4] ''بہت خوش خبری ہے ان کے لیے جو انھیں قتل کریں گے۔'' اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

[1] مسند أحمد، ١/ ٤٠٤، ح: ٣٨٣٠۔
[2] مسند البزار، ٢/ ١٨٨، ح: ٥٦٨۔
[3] بخاري، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب...... : ٤٣٥١۔
[4] أبو داؤد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥۔

((هُمْ شَرُّ قَتْلٰی تَحْتَ ظِلِّ السَّمَآءِ))[1] ''وہ آسمان کے سائے کے نیچے قتل ہونے والے بدترین لوگ ہوں گے۔''

((خَيْرُ قَتْلٰی مَنْ قَتَلُوْهُ))[2]

''بہترین مقتول وہ ہوں گے جنھیں انھوں نے قتل کیا ہوگا۔''

ابوغالب بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے صحابی رسول حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ شام میں کچھ تکفیری پیدا ہوئے اور انھیں قتل کر کے کسی کنویں میں پھینک دیا گیا ہے تو وہ آئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا، ان کے پاس کھڑے ہوئے اور رونا شروع کر دیا۔ کہا سبحان اللہ! ((مَا فَعَلَ الشَّيْطَانُ بِهٰذِهِ الْأُمَّةِ)) ''شیطان نے اس امت کے ساتھ کیسی کیسی سازشیں کیں۔'' پھر تین بار کہا: یہ آگ کے کتے ہیں، دو مرتبہ کہا: یہ آسمان کے سائے تلے بدترین مقتول ہیں اور چار مرتبہ کہا: آسمان کے سائے تلے بہترین مقتول وہ ہیں جنھیں ان لوگوں نے قتل کیا۔ میں نے کہا: اے ابوامامہ! یہ بات اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ تو تین بار کہا: میں تو پھر بڑا دلیر ہوا کہ اپنی طرف سے بات کہوں بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار نہیں دو بار نہیں دس بار سے بھی زیادہ سنا کہ ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر گلے سے نیچے نہیں جائے گا دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اسلام میں واپس نہیں آئیں گے جب کہ تیر واپس کمان میں آجائے ((طُوْبٰی لِمَنْ قَتَلُوْهُ أَوْ قَتَلَهُمْ))[3] ''خوش قسمت ہیں جنھیں انھوں نے قتل کیا یا جنھوں نے ان کو قتل کیا۔''

خبردار! اے امتِ مسلمہ کے نوجوانو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکفیری فتنہ، اس کے معرضِ وجود میں آنے کے حالات و اسباب، ان کی علامات اور ان کا انجام بڑی وضاحت کے ساتھ

---

[1] مسند أبي يعلى، ٦/١٤، ح: ٣٩٠٨۔
[2] ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب من سورة آل عمران: ٣٠٠٠۔
[3] الشريعه للآجري، ١/٦٨، ح: ٥٩۔

بیان فرما دیا ہے۔ اس میں غور کرو اور یہ سبق اچھی طرح ذہن نشین کرو کہ اسلام اور قرآن پڑھنے کا مقصود اس دنیا میں اللہ کی عزت، اللہ کے بندوں کی عزت، اللہ کے دین کی عزت اور اللہ کے دشمنوں کی اصلاح یا ان کا خاتمہ ہے۔ اس مقصد پر غور کرو پھر سوچو کہ قرآن و حدیث کا نام لے کر الٹا اہل اسلام کو ختم کرنا اور اسلام دشمنوں کی پسند کے کام کرنا، اہل کفر و شرک کو چھوڑنا اور اہل اسلام کو قتل کرنا یہ کس درخت کا پھل ہے اور کس عقیدے کا نتیجہ ہے؟

اپنے جذبات کو اللہ اور اس کے رسول کے تابع کرو۔ اللہ کے لیے صبر سے کام لو۔ ایک مومن کا قتل آسمان و زمین کی تباہی سے بھی زیادہ خوفناک کام ہے۔ اپنی جوانیوں کو یہود و ہنود کے ہتھیار نہ بناؤ۔ اسلام کے تالے اور کفر کی چابیاں نہ بنو۔ فتنوں کے حالات میں نبی اکرم ﷺ نے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ان پر غور کرو، جہاد و قتال کا رخ کفار و مشرکین سے موڑ کر کلمہ پڑھنے والوں کی طرف نہ کرو۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن جمہان رضی اللہ عنہ سے جب وہ ان کے والد کے خارجیوں کے ہاتھوں قتل پر انھیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہے تھے اور بتلا رہے تھے کہ یہ آگ کے کتے ہیں تو سعید نے کہا: سلطان وحکمران ظلم کریں یا زیادتی کریں تو ...... ان کا ہاتھ زور سے دباتے ہوئے فرمایا: اے ابن جمہان سوادِ اعظم کو لازم پکڑو اگر سلطان تیری بات سنے تو ان کے گھر میں جاؤ اور جو جانتے ہو انھیں بتاؤ اگر وہ قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ انھیں چھوڑ دو تم اس سے زیادہ علم والے نہیں ہو سکتے۔ [1]

محمد بن حسین رحمہ اللہ نصیحت کرتے تھے کہ خوارج کے طریقے سے بچو ان کی رائے کو درست نہ سمجھو، ائمہ و امراء کی زیادتیوں پر اور ظلم پر بھی صبر کرو ان کے خلاف تلوار نہ چلاؤ، اللہ سے ظلم کے خاتمہ کی دعائیں کرو، حکمرانوں کے لیے بھی مسلمانوں کے لیے بھی اصلاح کی دعا کرو، ان کے ساتھ حج کرو اور جمعہ وعیدین پڑھو، ان کے ساتھ مل کر اسلام دشمنوں سے جہاد کرو، ان کے حکم کی امکانی حد تک اطاعت کرو اگر ممکن نہ ہو تو معذرت کرو، اگر نافرمانی

[1] مسند أحمد، ٤/ ٣٨٣، ٣٨٣، ح: ١٩٤٣٤۔

والا حکم دیں تو اطاعت نہ کرو، فتنے ہوں تو گھر بیٹھ جاؤ، اپنی زبان اور ہاتھ کو روکو، اور فتنوں کے معاون نہ بنو اس طرح کرو گے تو ان شاء اللہ صراطِ مستقیم پر رہو گے۔

آؤ! ہم اپنے آپ کی اصلاح کریں، اپنے بھائیوں، بچوں کو درست منہج بتائیں اور انھیں تکفیری بننے سے بچائیں، امت کی اصلاح کا کام کریں۔ اسلام دشمنوں کی چالیں اور سازشیں سمجھ کر امت مسلمہ کی اور مسلمان ملکوں کی حفاظت کریں، اپنے حکمرانوں کی غلطیوں پر ان کی اصلاح کریں اور دعوت و جہاد کے نبوی منہج کو سامنے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

إن أريد إلا الإصلاح ماستطعت وما توفيقى إلّا باللّٰه